

جماعتِ ثانیہ کا ثبوت

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی

مدظلہ العالی





بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوة والسلام عليك يا سيد المرسلين ﷺ

جماعتِ ثانیہ کا ثبوت

مصنف

فیض ملت، استاذ العرب والعجم، شمس المصنفین، مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

پیش لفظ

جماعتِ ثانیہ کے جواز میں شک نہیں۔ لیکن یاد رہے جو ثواب کا عاشق ہے وہ پہلے سے جماعتِ اولیٰ کا منتظر رہتا ہے۔ یہ جواز صرف اس صورت میں ہے جب کہ کسی معذرتِ شرعیہ کی وجہ سے کوئی جماعتِ اولیٰ سے رہ جائے تو اس کے حق میں دوسری جماعت جائز ہے۔ عہدِ آج (جان بوجھ کر) جماعتِ اولیٰ سے بیٹھنے والے اس جواز (اجازت) سے دھوکہ نہ کھائیں اور عدم جواز کے قائلین ہمارے دور کے معتزلہ یعنی وہابی، دیوبندی ہیں۔ (معتزلہ کا مطلب مسلمانوں کا ایک فرقہ جو معقول پسند کہلاتا ہے۔ ان کے نزدیک قرآن مخلوق ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید عقلاً معلوم ہو سکتی ہے اس لیے وحی کے بغیر ہی اہل عقل و حکمت توحید پر ایمان لا سکتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کو منزہ صفات خیال کرتے ہیں۔ یعنی خدا میں متضاد صفات نہیں ہو سکتیں)۔ ان سے پہلے عدم جواز کا (جواز کے نہ ہونے کا) قائل کوئی نہ تھا۔ اسی معنی پر یہی لوگ مستندِ زمانہ ہیں۔ خود بدعتی ہیں لیکن کہتے ہمیں ہیں۔ فقیر نفس مسئلہ پر چند تحقیقی کلمات لکھنے کی جرأت کرتا ہے اگر کسی کو تحقیق پسند آئے تو عمل فرمائے اگر غلطی محسوس کریں تو فقیر کو مطلع فرمائیں تاکہ اس کا ازالہ ہو سکے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

الفقیر قادری محمد فیض احمد اویسی رضوی ^{عقلمند}

۲ ربیع الآخر بمطابق ۱۴۰۱ھ بروز اتوار

(بہاول پور۔ پاکستان)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله لمن لا اول ولا آخره والصلوة والسلام على من لا نظير له ولا ثاني له

اما بعد! فقیر اویسی غفرلہ کہتا ہے کہ آقا کریم ﷺ کی شرع پاک کا ہر عمل ہمیں اپنی آل اولاد سے محبوب تر ہے۔

اسی لئے جو بھی کسی پاک عمل کا انکار یا زکاوت کرتا ہے تو وہ مجھے ہر رُے سے بہت بُرا محسوس ہوتا ہے۔ ہمارے دور میں نماز باجماعت جیسی نعمت کے لئے انکار بُرا انکار کیا جا رہا ہے۔ اسی لئے یہ چند سطور اثبات و نفی پر حاضر کر رہا ہوں۔ اللہ

تعالیٰ بطفیل حبیب اکرم ﷺ قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

فضائل نماز باجماعت

یہاں چند فضائل نماز باجماعت کے لکھے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ جماعتِ ثانیہ کے منکرین کتنے بڑے اجر و ثواب سے خود بھی محروم ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی محروم کرتے ہیں اور ان بدقسمتوں کو بھی تنبیہ ہو جو نماز باجماعت (جماعتِ اولیٰ) کو ترک کر دیتے ہیں، عہدِ ایسا ہوا کالی و بد قسمتی کی وجہ سے یا اس امید پر کہ دوسری جماعت کرائیں گے۔

(فضیلت ۱) عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ قال صلوة الجماعة افضل من صلوة الفرد

وعشرين درجة (متفق عليه)

ترجمہ

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس (۲۷) درجہ زیادہ ہوتی ہے۔

فائدہ

جب آدمی نماز پڑھتا ہے اور ثواب ہی کی نماز سے پڑھتا ہے تو معمولی سی بات ہے کہ گھر میں نہ پڑھے۔ مسجد میں جا کر جماعت سے پڑھ لے۔ کہ نہ اس میں کچھ مشقت ہے نہ وقت اور اتنا بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ کون شخص ایسا ہوگا جس کو ایک روپے کے ستائیس (۲۷) یا اٹھائیس (۲۸) روپے ملتے ہوں اور وہ ان کو چھوڑ دے! مگر دین کی چیزوں میں اتنے بڑے نفع سے بھی بے توجہی کی جاتی ہے۔ اس کی وجہ اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ ہم لوگوں کو دین کی پرواہ نہیں۔ دین کا نفع ہم لوگوں کی نگاہ میں نفع نہیں۔ دنیا کی تجارت جس میں ایک آنہ دو آنہ فی روپیہ نفع ملتا ہے اُس کے پیچھے دن بھر خاک

چھانتے ہیں۔ آخرت کی تجارت جس میں **سٹائیس (۲۷)** گنا نفع ہے، وہ ہمارے لئے مصیبت ہے۔

ترک جماعت کے غلط اعدا (بھانے)

جماعت کی نماز کے لئے جانے میں دکان کا نقصان سمجھا جاتا ہے۔ بکری کا بھی نقصان بتایا جاتا ہے، دکان بند کرنے کی بھی دقت کہی جاتی ہے، لیکن جن لوگوں کے یہاں اللہ ﷻ کی عظمت ہے، اللہ ﷻ کے وعدوں پر اطمینان ہے، اُس کے اجر و ثواب کی کوئی قیمت ہے، اُن کے یہاں یہ لُحْر عذر (فضول بھانے) کچھ بھی وقعت نہیں رکھتے۔ ایسے ہی لوگوں کی اللہ ﷻ نے کلام پاک میں تعریف فرمائی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر (حکم) کے مقابلہ میں تجارت و دیگر کاروبار کو خیال تک میں نہیں لاتے۔ صحابہ کرام و اولیاء عظام رضی اللہ عنہم و ترجمہ اللہ کے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نماز باجماعت کا کتنا اہتمام کرتے۔ صرف ایک حکایت پڑھئے۔

حکایت

سالم حداد رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ تھے۔ تجارت کرتے تھے۔ جب اذان کی آواز سنتے تو رنگ متغیر ہو جاتا اور زرد پڑ جاتا۔ بے قرار ہو جاتے، دکان کھلی چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے اور یہ اشعار پڑھتے۔

اِذَا مَا دَعَا نَادِيكُمْ فَتَتَّ مَسْرَعًا

مجيباً للمولى جل ليس له مثل

ترجمہ

جب تمہارا منادی (مؤذن) پکارنے کے واسطے کھڑا ہو جاتا ہے تو میں جلدی سے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ ایسے مالک کی پکار کو قبول کرتے ہوئے جس کی بڑی شان ہے، اس کا کوئی مثل نہیں۔

اجيب اذا نادى بسمع وطاعة

وبى نشوة لبك يا من له الفضل

ترجمہ

جب وہ منادی (مؤذن) پکارتا ہے تو میں یہ حالت نشاط، اطاعت و فرماں برداری کے ساتھ جواب میں کہتا ہوں کہ: اے فضل و بزرگی والے! لبیک یعنی حاضر ہوتا ہوں۔

ویصفر لونی خیفہ ومہابہ
ویرجع لی عن کل شغل بہ شغل

﴿ترجمہ﴾

اور میرا رنگ خوف اور ہیبت سے زرد پڑ جاتا ہے اور اس پاک ذات کی مشغولی مجھے ہر کام سے بے خبر کر دیتی ہے۔

وحقکم مالدلی غیر ذکر کم
ونکر سواکم فی فسی قط لایحلو

﴿ترجمہ﴾

تمہارے حق کی قسم تمہارے ذکر کے سوا مجھے کوئی چیز بھی لذیذ معلوم نہیں ہوتی اور تمہارے سوا کسی کے ذکر میں بھی مجھے حزن نہیں آتا۔

متی یجمع الایام بینہ و بینکم
ویفرح مشتاق اذا سمع الشمل



﴿ترجمہ﴾

”وکیسے، زمانہ مجھ کو اور تم کو کب جمع کرے گا؟ مشتاق تو جب کسی خوش ہوتا ہے جب اجتماع نصیب ہوتا ہے۔“

فمن شہدت عینا ہ نور جمالکم
یموت اشتیا قانحوکم قط لایستلو

﴿ترجمہ﴾

”جس کی آنکھوں نے تمہارے جمال کا نور دیکھ لیا ہے تمہارے اشتیاق میں مرجائے گا کبھی بھی تسلی نہیں پاسکتا۔“

(فضیلت 2) حدیث شریف میں ہے، ”جو لوگ کثرت سے مسجد میں جمع رہتے ہیں وہ مسجد کے کھونٹے ہیں فرشتے ان کے ہم نشین ہوتے ہیں۔ اگر بیمار ہو جائیں تو فرشتے ان کی عیادت کرتے ہیں اور وہ کسی کام کو جائیں تو فرشتے ان کی اعانت کرتے ہیں۔“ (حاکم)

فائدہ

اس حدیث شریف میں بھی نماز باجماعت کی طرف اشارہ ہے۔ پھر اس کی برکات کی تصریح (وضاحت) ہے کہ نماز باجماعت ادا کرنے والوں کے حامی کارفرمندگان ہوتے ہیں۔

(نفیلت 3) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ صلوة الرجل فی جماعة تضعف علی صلوتہ فی بیتہ وفی سوقہ خمساً وعشرین ضعفاً وذلك انہ اذا توضأ فاحسن الوضوء ثم خرج الی المسجد لا یخرجہ الا الصلوة لم یخط خطوة الا رفعت لہ بها درجۃ وحط عنہ بها خطیئۃ فاذا صلی لم تنزل الملائکۃ تصلی علیہ ما دام فی مضلۃ ما لم یحدث اللہم صل علیہ اللہم ارحمہ ولا یزال فی صلوة ما انتظر الصلوة. (رواہ البخاری)

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”آدمی کی وہ نماز جو جماعت سے پڑھی گئی ہو، اس نماز سے جو گھر میں پڑھ لی ہو پچیس (۲۵) درجہ المضاعف (یعنی) ہوتی ہے اور بات یہ ہے کہ جب آدمی وضو کرتا ہے اور وضو کو کمال درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔ پھر مسجد کی طرف صرف نماز کے ارادہ سے چلتا ہے۔ کوئی اور ارادہ اس کے ساتھ شامل نہیں ہوتا تو جو قدم بھی رکھتا ہے اس کی وجہ سے ایک نیکی بڑھ جاتی ہے اور ایک خطا صاف ہو جاتی ہے اور جب نماز پڑھ کر اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو جب تک وہ با وضو رہے گا فرشتے اس کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جب تک آدمی نماز کے انتظار میں رہتا ہے وہ نماز کا ثواب پاتا رہتا ہے۔“

سوال

پہلی حدیث میں ستائیس (۲۷) درجہ کی زیادتی بتلائی گئی تھی اور اس حدیث میں پچیس (۲۵) درجہ کی۔ ان دونوں حدیثوں میں اختلاف کیوں؟

جواب نمبر ۱

علماء نے اس کے بہت سے جوابات تحریر فرمائے ہیں، جو شروع حدیث میں مذکور ہیں۔ من جملہ انکے ایک یہ ہے کہ نمازیوں کے اختلاف حال کی وجہ سے ہے کہ بعضوں کو پچیس (۲۵) درجہ کی زیادتی ہوتی ہے اور بعضوں کو اخلاص کی

وجہ سے ستائیس (۲۷) کی ہو جاتی ہے۔

جواب نمبر ۲

بعض علماء نے نماز کے اختلاف پر محمول (گمان) فرمایا ہے کہ ستر نمازوں میں پچیس (۲۵) ہے اور چھ نمازوں میں ستائیس (۲۷) ہے۔

جواب نمبر ۳

بعض نے ستائیس (۲۷) عشاء اور صبح (نجر) کے لئے بتایا کہ ان دونوں نمازوں میں اور پچیس (۲۵) باقی نمازوں میں۔

جواب نمبر ۴

بعض شراح (شرح لکھنے والوں) نے لکھا ہے کہ اس اُمت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات کی بارش بڑھتی ہی چلی گئی جیسا کہ اور بھی بہت سی جگہ اس کا ظہور ہے اس لئے اوّل پچیس (۲۵) درجہ تھا بعد میں ستائیس (۲۷) ہو گیا۔

نکتہ

بعض شراح ایک عجیب بات کہتے ہیں کہ اس حدیث کا ثواب پہلی حدیث سے بہت زیادہ ہے۔ اس لئے کہ اس حدیث میں یہ ارشاد نہیں کہ وہ پچیس درجہ کی زیادتی ہے۔ بلکہ یہ ارشاد ہے کہ پچیس درجہ المضاعف (دگنی) ہوتی ہے جس کا ترجمہ دو چند اور دو گنا ہوتا ہے یعنی یہ کہ پچیس (۲۵) مرتبہ تک دو گنا اجر ہوتا چلا جاتا ہے (یعنی 2²⁵)۔ اس صورت میں جماعت کی ایک نماز کا ثواب تین کروڑ پینتیس لاکھ چوں ہزار چار سو تیس (۳،۳۵،۵۴،۴۳۲) درجہ ہو۔

فائدہ

حق تعالیٰ کی رحمت سے یہ کچھ بعید نہیں۔ اور جب نماز کے چھوڑنے کا گناہ ایک ہتھ ہے تو اس کے پڑھنے کا ثواب یہ ہونا قرین قیاس بھی ہے (یعنی اسکا اندازہ لگایا جاسکتا ہے)۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ یہ تو خود ہی غور کر لینے کی چیز ہے کہ جماعت کی نماز میں کس قدر اجر و ثواب اور کس کس طرح حسنت کا اضافہ ہوتا جاتا ہے کہ جو شخص گھر سے وضو کر کے محض نماز کی نیت سے مسجد میں جائے تو اس کے ہر قدم پر ایک نیکی کا اضافہ اور ایک خطا کی معافی ہوتی چلی جاتی ہے۔

حکایت

ہنر مند مدینہ طیبہ میں ایک قبیلہ تھا ان کے مکانات مسجد سے دُور تھے انہوں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب ہی کہیں منتقل ہو جائیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”وہیں رہو تمہارے مسجد تک آنے کا ہر قدم لکھا جاتا ہے۔“

مسئلہ

حدیث میں آیا ہے کہ، ”جو شخص گھر سے وضو کر کے نماز کو جائے، وہ ایسا ہے جیسا کہ گھر سے احرام باندھ کر حج کو جائے۔“

مسئلہ

حضور ﷺ ایک اور فضیلت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ، ”جب نمازی نماز پڑھ چکا تو اس کے بعد جب تک مصلے پر رہے، فرشتے مغفرت اور رحمت کی دعاء کرتے رہتے ہیں۔ فرشتے اللہ کے مقبول اور معصوم بندے ہیں۔ ان کی دعاء کی برکات خود ظاہر ہیں۔“

حکایت

محمد بن سائد رحمہ اللہ علیہ ایک بزرگ عالم ہیں جو امام ابو یوسف و امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے شاگرد ہیں۔ ایک سو تین برس (۱۰۳) کی عمر میں انتقال ہوا۔ اُس وقت دوسو (۲۰۰) رکعات نفل روزانہ پڑھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ مسلسل چالیس (۴۰) برس تک میری ایک مرتبہ کے علاوہ تکبیر اولیٰ قوت نہیں ہوئی سبحان اللہ۔ صرف ایک مرتبہ جس دن میری والدہ کا انتقال ہوا، اُس کی مشغولی کی وجہ سے تکبیر اولیٰ قوت ہو گئی تھی۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری جماعت کی نماز فوت ہو گئی تھی تو میں نے اس وجہ سے کہ جماعت کی نماز کا ثواب **پچیس (۲۵)** درجہ زیادہ ہے اس نماز کو پچیس (۲۵) دفعہ پڑھی کہ وہ عدد پورا ہو جائے۔ تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ محمد! **پچیس** دفعہ نماز تو پڑھ لی مگر ملائکہ کی آمین کا کیا ہوگا!

(فوائد بہیہ)

(فضیلت ۴) حضور ﷺ نے فرمایا کہ، ”جب امام سورۃ فاتحہ کے بعد آمین کہتا ہے تو ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں۔ جس شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہو جاتی ہے اُس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔“

فائدہ

مولانا عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں کہ اس قصے میں اس طرف اشارہ ہے کہ جماعت کا ثواب مجموعی طور سے جو حاصل ہوتا ہے وہ اکیلے میں حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔ چاہے ایک ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ اس نماز کو پڑھ لے اور یہ ظاہر بات ہے کہ ایک آمین کی موافقت ہی صرف نہیں بلکہ مجمع کی شرکت نماز سے فراغت کے بعد ملائکہ کی دعاء، جس کا اس حدیث میں ذکر ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سی خصوصیات ہیں جو جماعت ہی میں پائی جاتی ہیں۔ ایک ضروری امر یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ علماء نے لکھا ہے کہ فرشتوں کی اس دُعا کا مستحق جب ہی ہوگا جب نماز نماز بھی ہو اور اگر ایسے ہی پڑھی کہ پرانے کپڑے کی طرح پلیٹ کر منہ پر مار دی گئی تو فرشتوں کی دُعا کا مستحق نہیں ہوتا۔

(فہرست 5) عن ابن مسعود قال من سره ان يلقي الله عدا مسلما فليحفظ على هوءاء الصلوات حيث ينادى بهن فان الله تعالى شرع لنبيكم صلى الله عليه وسلم سنن الهدى وانهن من سنن الهدى ولو انكم صليتم في بيوتكم كما يصلي هذا المتخلف في بيته لتركتم سنة نبكم ولو تركتم سنة نبكم لضللتهم وما من رجل يتطهر فيحسن الطهور ثم يعمد الى مسجد من هذه المساجد الا كتب الله له بكل خطرة يخطوها حسنة ويرفعه بها درجة ويحط عنه بها سيئة ولقد رأيتنا وما يتخلف عنها الا منافق معلوم النفاق ولقد كان الرجل يؤتى بها دئ بين الرجلين حتى يقام في الصف وفي رواية لقد رأيتنا وما يتخلف عن الصلوة الا منافق قد علم نفاقه او مريض ان كان الرجل ليمشي بين الرحلى حتى ياتي الصلوة وقال ان رسول الله ﷺ علمنا سنن الهدى وان من سنن الهدى الصلوة في المسجد الذي يؤذن فيه . (رواه مسلم وابوداود والنسائي وابن ماجه)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود ارشاد فرماتے ہیں کہ، ”جو شخص یہ چاہے کہ کل قیامت کے دن اللہ ﷻ کی بارگاہ میں مسلمان بن کر حاضر ہو، وہ ان نمازوں کو ایسی جگہ ادا کرنے کا اہتمام کرے جہاں اذان ہوتی ہے (یعنی مسجد میں)۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ شانہ نے تمہارے نبی ﷺ کے لئے ایسی سنتیں جاری فرمائی ہیں جو سراسر ہدایت ہیں۔ انہیں میں سے یہ جماعت کی نمازیں بھی ہیں۔ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ فلاں شخص پڑھتا ہے تو تم نبی

ﷺ کی سنت کو چھوڑنے والے ہوں گے اور یہ سمجھ لو کہ اگر نبی اکرم ﷺ کی سنت کو چھوڑ دے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور جو شخص اچھی طرح وضو کرے، اس کے بعد مسجد کی طرف جائے تو ہر قدم پر ایک ایک منگی لکھی جائے گی اور ایک ایک خطا معاف ہوگی اور ہم تو اپنا یہ حال دیکھتے تھے کہ جو شخص کھلم کھلا منافق ہو وہ تو جماعت سے رہ جاتا تھا، ورنہ حضور ﷺ کے زمانہ میں عام منافقوں کی بھی جماعت چھوڑنے کی ہمت نہ ہوتی تھی یا کوئی سخت بیمار ہو، ورنہ جو شخص دواؤں کے سہارے سے گھسٹتا ہوا جاسکتا تھا وہ بھی صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔ اور فرمایا کہ، ”رسول اللہ ﷺ ہمیں سنن الہدیٰ سمجھاتے اور سنن الہدیٰ میں ایک یہ تھا کہ اس مسجد میں نماز ادا کی جائے جہاں اذان ہوتی ہے۔“

موت سر پر لیکن نماز جماعت کے ساتھ

رسول اللہ ﷺ مرض الوصال کے وقت بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے تشریف لاتے، تفصیل آتی ہے۔ معمولات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں ان کے یہاں جماعت کا اس قدر اہتمام تھا کہ اگر بیمار بھی کسی طرح جماعت میں جاسکتا تھا تو وہ بھی جا کر شریک ہو جاتا تھا، چاہے دواؤں کو کھینچ کر لے جانے کی نوبت آتی۔

ہمارے آقا نبی اکرم ﷺ کو بوقت وصال مرض کی شدت کی وجہ سے بار بار غشی ہوتی تھی اور کئی کئی دفعہ وضو کا پانی طلب فرماتے تھے۔ آخر ایک مرتبہ وضو فرمایا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے کہ زمین پر پاؤں مبارک اچھی طرح جمتا بھی نہ تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تعمیل ارشاد میں نماز پڑھانا شروع کر دی تھی۔ حضور ﷺ جا کر نماز میں شریک ہوئے۔

(فضیلت 6) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، ”میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا وہ بالکل سامنے ہے اور تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مڑوؤں کی فہرست میں شمار کیا کر (زندوں میں اپنے کو سمجھ نہیں دیتی کہ پھر نہ کسی بات کی خوشی نہ کسی بات سے رنج) اور مظلوم کی بددعا سے ہمیں بچا اور جو تو اتنی بھی طاقت رکھتا ہو کہ زمین پر گھسٹ کر عشاء اور صبح کی جماعت میں شریک ہو سکے تو دروغ نہ کر۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ، ”منافقوں پر عشاء اور صبح کی نماز بہت بھاری ہے۔ اگر ان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ جماعت میں کتنا ثواب ہے تو زمین پر گھسٹ کر جاتے اور جماعت سے ان کو پڑھتے۔ (ترغیب)

(فتیلت 7) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی للہ اربعین یوما فی جماعۃ یدرک التکبیرۃ الاولی کتب له برأتان برآءۃ من النار و برآءۃ من النفاق . (رواہ الترمذی)

ترجمہ

حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے، ”کہ جو شخص چالیس دن اخلاص کے ساتھ ایسی نماز پڑھے کہ تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو تو اس کو دو پروانے ملتے ہیں۔ ایک پروانہ جہنم سے چھٹکارے کا اور دوسرا نفاق سے بری ہونے کا۔“

فائدہ

لیکن نیت کا نیک ہونا ضروری ہے ورنہ وہ نماز اُلٹا وبال بن جائے گی۔

حکایت

ایک شخص نے کسی کو کہا کہ چالیس روز نماز باجماعت پڑھو تمہیں انعام میں بھیس دوں گا۔ چالیسویں روز وہ شخص بھیس لینے گیا تو اس نے کہا میں نے تیری عادت کو مضبوط کرنے کے لئے کہا تھا کہ جب تم چالیس روز نماز پڑھو گے تو پھر عادت بن جائے گی۔ اس نے کہا کہ اگر تیری یہی نیت تھی تو میں نے بھی بھیس لینے کے لئے نماز پڑھی تھی اسی لئے وضو بھی نہیں کرتا تھا اس خیال پر کہ بھیس نہ ملی تو وضو کی تکلیف کا غم تو نہ ہوگا۔

فائدہ

جو اس طرح چالیس دن اخلاص سے نماز پڑھے کہ شروع سے امام کے ساتھ شریک ہو اور نماز شروع کرنے کی تکبیر جب امام کہے تو اسی وقت یہ بھی نماز میں شریک ہو جائے تو وہ شخص نہ جہنم میں داخل ہوگا نہ منافقوں میں داخل ہوگا۔

فائدہ

منافق وہ لوگ کہلاتے ہیں جو اپنے کو مسلمان ظاہر کریں لیکن دل میں کفر رکھتے ہوں اور چالیس دن کی خصوصیت بظاہر اس وجہ سے ہے کہ حالات کے تغیر میں چالیس دن کو خاص دخل ہے۔ چنانچہ آدمی کی پیدائش کی ترتیب جس حدیث میں آئی ہے اس میں بھی چالیس دن تک نطفہ رہنا پھر گوشت کا ٹکڑا چالیس دن تک، اسی طرح چالیس چالیس دن میں اس کا تغیر ذکر فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے صوفیاء کے یہاں چلہ بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ

لوگ جن کی برسوں کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوتی۔

فائدہ

تکبیر اولیٰ کی سات حدیں ہیں۔ تفصیل فقیر کے ”مشکوٰۃ ایسی“ میں ہے۔

(فضیلت 8) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من توضع فاحسن وضوءہ ثم راح فوجد الناس قد صلوا اعطاه اللہ مثل اجر من صلا یا وحضوہ الا نقص ذالک من اجورہم شی (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں نماز کے لئے جائے اور وہاں پہنچ کر معلوم ہو کہ جماعت ہو چکی تو بھی اس کو جماعت کی نماز کا ثواب ہوگا اور اس ثواب کی وجہ سے اُن لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی جنہوں نے جماعت سے نماز پڑھی ہے۔“



حکایت

اس کے متعلق ایک حکایت مروی ہے کہ:

عن سعید بن المسیب قال حضور جلا من الانصار الموت فقال انی محدثکم حدیثا ما احد نکمواہ الا احتسابا انی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول اذا توضع احدکم فاحسن الوضوء فان اتی المسجد فصلى فی جماعة غفر له فان اتی المسجد وقد صلوا بعضا بقی بعض صلی ما درک واتمم ما بقی کان کذا لک فان اتی المسجد وقد صلوا فاقم الصلوۃ کان کذا لک (رواہ ابوداؤد)

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ، ”ایک انصاری کو سگرات جاری ہوئی۔ اس وقت اُس نے کہا کہ میں ایک حدیث صرف رضائے الہی پر سناتا ہوں۔ وہ یہ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو تم میں سے وضو کر کے مسجد میں آیا اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کی تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو گئے اور اگر بعض رکعات پڑھ لیں تو بھی گناہ بخشے گئے اور اگر جماعت ہو گئی، اس نے تہا پڑھی تب بھی مسجد میں آنے کی وجہ سے اُس کے گناہ بخشے گئے۔“

فائدہ

یہ اللہ کا کس قدر انعام و احسان ہے کہ محض کوشش اور سعی پر جماعت کا ثواب مل جائے۔ گو جماعت نہ مل سکے، اللہ

کے اس دین پر بھی ہم لوگ خود ہی نہ لیں تو کسی کا کیا نقصان ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ محض اس کھٹکے سے کہ ہو چکی ہوگی۔ مسجد میں جانا ملتوی نہ کرنا چاہیے۔ اگر جا کر معلوم ہو کہ ہو چکی ہے تب بھی ثواب تو مل ہی جائے گا۔ البتہ اگر پہلے سے یقیناً معلوم ہو جائے کہ جماعت ہو چکی ہے تو مضائقہ نہیں۔

فائدہ

اس حدیث میں جماعت کے ساتھ پڑھنے والے پر **غفرلہ** (تمام گناہ بخشے جانے) کا وعدہ ہے تو جس طرح ایسے نمازی کے لئے خاتمہ ایمان کی شرط ہے ایسے ہی یزید کے لئے۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”شرح حدیث قططیہ“ میں ہے۔
(فضیلت 9) عن قباث بن اشیم اللیثی قال قال رسول اللہ ﷺ **صلوة الرجلین یوم احدھما صاحبة ازکی عند اللہ من صلوة اربعة تترئ و صلوة اربعة ازکی عند اللہ من صلوة ثمانية تترئ و صلوة ثمانية یومھم احدھم ازکی عند اللہ من صلوة مائة تترئ** (رواہ الطبرانی)

ترجمہ

حضور نبی اکرم ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ: ”دو آدمیوں کی جماعت کی نماز کہ ایک امام ہو ایک مقتدی، اللہ کے نزدیک چار آدمیوں کی جماعت علیحدہ علیحدہ نماز سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اسی طرح چار آدمیوں کی جماعت کی نماز آٹھ آدمیوں کی محض نماز سے زیادہ محبوب ہے اور آٹھ آدمیوں کی جماعت کی نماز سو (۱۰۰) آدمیوں کی محض نمازوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ اسی طرح جتنی بڑی جماعت میں نماز پڑھی جائے گی وہ اللہ کو زیادہ محبوب ہے مختصر جماعت سے۔“

فائدہ

یہ اس نماز باجماعت کے لئے ہے جو مسجد میں یا کسی ایسے مقام میں جہاں جماعتِ اولیٰ کو عہد انہیں چھوڑا گیا، ورنہ بہت سے لوگ پہلی جماعت ترک کر کے یا مسجد سے گُترا کر یہ سمجھتے ہیں کہ دو چار مل کر گھر، دوکان وغیرہ پر جماعت کر لیں وہ کافی ہے۔ اول تو اس میں مسجد کا ثواب شروع ہی سے نہیں ہوتا۔ دوسرے کثرتِ جماعت کے ثواب سے بھی محرومی ہوتی ہے۔ مجمع جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے واسطے ایک کام کرنا ہے تو پھر جس طریقہ میں اس کی خوشنودی زیادہ ہو اسی طریقہ سے کرنا چاہیے۔

(فضیلت 10) حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ تین چیزوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔

۱: جماعت کی صف کو ۲: اس شخص کو جو آدھی رات (تہجد) کی نماز پڑھ رہا ہو۔ ۳: اس شخص کو جو کسی لشکر کے ساتھ لڑ رہا ہو۔ (جامع الصغیر)

(نفیلت 11) عن سهل بن سعد الساعدي قال قال رسول الله ﷺ بشر المشائين في الظلم الى المساجد بالنور التام يوم القيامة . (رواه ابن ماجه)

ترجمہ

حضرت ہل فرماتے ہیں، ”حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اندھیرے میں بہ کثرت جاتے رہتے ہیں۔ اُن کو قیامت کے دن کے پورے پورے نور کی خوش خبری سنائے۔“

فائدہ

اندھیروں میں مساجد میں نماز باجماعت پڑھنے میں، یا ویسے ہی قیامت میں یہ انعام ملے گا کہ دیگر لوگ اندھیروں میں وقت بسر کریں گے لیکن اُس کے ہاتھ میں نورانی تقدیں لگی ہوں گی۔

(نفیلت 12) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ: **بشر المدجلين الى المساجد في الظلم بمنابر من نور يوم القيامة يفرغ الناس ولا يفرعون.**

فائدہ

یعنی دنیا میں اندھیری رات میں مسجد میں جانے کی قدر اُس وقت معلوم ہوگی جب قیامت کا ہولناک منظر سامنے ہوگا اور ہر شخص مصیبت میں گرفتار ہوگا۔ آج کے اندھیروں کی مشقت کا بدلہ اور اس کی قدر اُس وقت ہوگی جب ایک چمکتا ہوا نور اور آفتاب سے کہیں زیادہ روشنی ان کے ساتھ ساتھ ہوگی۔ ایک حدیث میں ہے کہ، ”حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا کہ میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے کہ (مولا) تیرے پڑوسی کون ہیں؟ ارشاد ہوگا کہ مسجدوں کو آباد کرنے والے۔“

فائدہ

حدیث میں آیا ہے جسکا مفہوم ہے کہ حق تعالیٰ کو سب جگہوں سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں اور سب میں زیادہ ناپسند بازار ہیں۔

فائدہ

حدیث میں ہے کہ مسجدیں جنت کے باغ ہیں۔ (جامع الصغیر)

فائدہ

صحیح حدیث میں وارد ہے، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے تو اس کے ایمان دار ہونے کی گواہی دو۔ (جامع الصغیر) اس کے بعد **انما یعمر مساجد اللہ** یہ آیت تلاوت فرمائی یعنی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔

فائدہ

حضور ﷺ نے فرمایا کہ، ”مشقت کے وقت وضو کرنا اور مسجد کی طرف قدم اٹھانا اور نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھ رہنا گناہوں کو دھو دیتا ہے۔“ (جامع الصغیر)

ایک حدیث میں ہے جس کا مفہوم ہے کہ جو شخص جتنا مسجد سے دور ہوگا اتنا ہی زیادہ ثواب۔

نکتہ

اس لئے کہ ہر قدم پر اجر و ثواب ہے اور جتنی دور مسجد ہوگی اتنے ہی قدم زیادہ ہوں گے۔ اسی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے تھے۔

(13) حدیث شریف میں ہے کہ، ”تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر لوگوں کو ان کا ثواب معلوم ہو جائے تو لڑائیوں سے ان کو حاصل کیا جائے۔“

1: اذان کہنا 2: جماعت کی نمازوں کے لئے دوپہر کے وقت جانا 3: پہلی صف میں نماز پڑھنا

(فضیلت 14) حدیث شریف میں ہے کہ، ”قیامت کے دن جب ہر شخص پریشان حال ہوگا اور آفتاب نہایت تیزی پر ہوگا۔ سات (7) آدمی ہوں گے جو اللہ کی رحمت کے سائے میں ہوں گے۔ ان میں ایک وہ ہے کہ جس کا دل مسجد میں آٹکا رہے کہ جب کسی ضرورت سے باہر آئے تو پھر مسجد میں جانے کی خواہش ہو۔“

فائدہ

حدیث میں ہے، ”جو شخص مسجد سے الفت رکھتا ہے اللہ جل شانہ اس سے الفت فرماتا ہے۔“

عقلی دلیل

شریعت مطہرہ کے ہر حکم میں خیر و برکت، اجر و ثواب تو بے پایاں ہے ہی، اُس کے ساتھ ہی یہ بہت سی مصلحتیں بھی ان احکام میں جو ملحوظ ہوتی ہیں، اُن کی حقیقت تک پہنچنا تو مشکل ہے کہ اللہ جل شانہ کے علوم اور اُن علوم کے مصالح تک کس کی رسائی ہے۔ مگر اپنی اپنی استعداد اور حوصلہ کے موافق جہاں تک اپنی سمجھ کام دیتی ہے، ان کی مصالح بھی سمجھ میں آتی ہیں اور حتمی استعداد ہوتی ہے اتنی ہی خوبیاں اُن احکام کی معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ علماء نے جماعت کی مصالح بھی اپنی اپنی سمجھ کے موافق تحریر فرمائی ہیں۔

ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ نور اللہ مقاد نے حجۃ اللہ البالغہ میں ایک تقریر اس کے متعلق ارشاد فرمائی ہے جس کا

خلاصہ یہ ہے:

تقریر شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

رسم و رواج کے مہلکات (نقصانات) سے بچنے کے لئے اس سے زیادہ نافع کوئی چیز نہیں کہ عبادات میں سے کسی عبادت کو ایسی عام رسم اور عام رواج بنالیا جائے جو علی الاعلان ادا کی جائے اور ہر شخص کے سامنے خواہ سمجھ دار ہو یا نا سمجھ وہ ادا کی جاسکے۔ اس کے ادا کرنے میں شہری اور غیر شہری برابر ہوں۔ مسابقت اور تفاخر اسی پر کیا جائے اور ایسی عام ہو جائے کہ ضروریات زندگی میں اس طرح داخل ہو جائے کہ اس سے علیحدگی ناممکن اور دشوار بن جائے تاکہ وہ اللہ کی عبادت کے لئے مؤید ہو جائے اور وہ رسم و رواج جو موجب مضرت و نقصان تھا وہی حق کی طرف کھینچنے والا بن جائے اور چوں کہ عبادات میں کوئی عبادت بھی نماز سے زیادہ مہتمم بالشان اور دلیل و حجت کے اعتبار سے بڑھی ہوئی نہیں، اس لئے ضروری ہوا کہ آپس میں اس کے رواج کو خوب شائع کیا جائے اور اُس کے لئے خاص طور سے اجتماع کیا جائے اور آپس میں اتفاق سے اُس کو مروّج کیا جائے نیز ہر مذہب میں اور دین میں کچھ لوگ ایسے ہوئے ہیں جو مقہاء ہوتے ہیں کہ ان کا اتباع کیا جاتا ہے اور کچھ لوگ دوسرے درجہ میں ایسے ہوتے ہیں جو کسی سے معمولی سی ترغیب و تنبیہ کے محتاج ہوتے ہیں اور کچھ لوگ تیسرے درجہ میں بہت ناکارہ اور ضعیف الاعتقاد ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو اگر مجمع میں عبادت کا مکلف نہ کیا جائے تو وہ سُستی اور کالی کی وجہ سے عبادت بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ اس وجہ سے مصلحت کا مقصدنا یہی ہے کہ یہ سب لوگ اجتماعی طور پر عبادت کو ادا کریں تاکہ جو لوگ عبادت کو چھوڑنے والے ہیں وہ عبادت کرنے والوں سے

ممتاز ہو جائیں اور رغبت کرنے والوں اور بے رغبتی کرنے والوں میں کھلا تفاوت ہو جائے اور ناواقف لوگ علماء کے اجتماع سے واقف بن جائیں اور جاہل لوگوں کو عبادت کا طریقہ معلوم ہو جائے اور اللہ کی عبادت ان لوگوں میں اس تکمیل ہوئی چاندی کی طرح سے ہو جائے جو کسی ماہر کے سامنے رکھی جائے۔ جس سے جائز ناجائز اور کھرے کھوٹے میں گھلا فرق ہو جائے، جائز کی تقویت کی جائے اور ناجائز کو روکا جائے۔“

دوسری عقلی دلیل

مسلمانوں کے ایسے اجتماع میں جس میں اللہ کی طرف رغبت کرنے والے، اس کی رحمت کے طلب کرنے والے، اُس سے ڈرنے والے موجود ہوں اور سب کے سب اللہ ہی کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوں، برکتوں کے نازل ہونے اور رحمت کے متوجہ ہونے کی عجیب خاصیت رکھی ہے۔

تیسری عقلی دلیل

اُمّت محمدیہ کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ اللہ کا بول بالا ہو اور دین اسلام کو تمام دینوں پر غلبہ ہو۔ اور یہ ممکن نہیں جب تک یہ (جماعت) طریقہ رائج نہیں۔ سب کے سب عوام، خواص، شہر کے رہنے والے اور گاؤں کے رہنے والے، چھوٹے بڑے ایک جگہ جمع ہو کر اس چیز کو جو اسلام کا سب سے بڑا اٹھارہ ہے، اور سب سے بالاتر عبادت ہے ادا نہ کریں۔ ان وجوہ سے شریعت جمعہ اور جماعت کے اہتمام کی طرف متوجہ ہوئی۔ ان کے اظہار و اعلان کی ترغیبیں اور چھوڑنے پر وعیدیں نازل ہوئیں اور چوں کہ اظہار و اجتماع ایک صرف محلّہ اور قبیلہ کا ہے اور ایک تمام شہر کا اور محلّہ کا اجتماع ہر وقت سہل ہے اور تمام شہر کا ہر وقت مشکل ہے کہ اس میں تنگی ہے اس لئے محلّہ کا اجتماع ہر نماز کے وقت قرار دیا اور جماعت کی نماز اس کے لئے مشروع ہوئی اور تمام شہر کا اجتماع آٹھویں دن قرار دیا اور جمعہ کی نماز اس کے لئے تجویز ہوئی اور علاقائی اور ہمہ گیر اجتماع کے لئے عیدیں مقرر ہوئیں۔

ترک جماعت پر وعیدات

جماعت ثانیہ کی مشروعیت بوجہ مجبوری ہے کہ اگر بے خبری سے یا ڈوری سے یا کوئی جائز مجبوری سے جماعت رہ گئی تو، ورنہ جو لوگ عدا گپ شپ لگاتے رہیں یا سستی و غفلت سے یا اس خیال پر کہ پہلی جماعت نہ سہی ہم دوسری کر لیں گے یہ گناہ ہے ترک جماعت میں یہ بھی شامل ہے۔

حق تعالیٰ شانہ نے اپنے احکام کی پابندی پر جیسے کہ انعامات کا وعدہ فرمایا ہے، ایسے ہی تعیل نہ کرنے پر ناراضی

اور عتاب بھی فرمایا ہے۔ یہ بھی اللہ کا فضل ہے کہ تعیل میں بے گراں انعامات کا وعدہ فرمایا ہے ورنہ بندگی کا مقتضا صرف عتاب ہی ہونا چاہیے تھا کہ بندگی کا فرض ہے تعیل ارشاد، پھر اس پر انعام کے کیا معنی اور نافرمانی کی صورت میں جتنا بھی عتاب و عذاب ہو وہ محل کہ آقا کی نافرمانی سے بڑھ کر اور کیا جرم ہو سکتا ہے۔ پس کسی خاص عتاب یا تنبیہ کے فرمانے کی ضرورت نہ تھی مگر پھر بھی اللہ ﷻ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے ہم پر شفقت فرمائی کہ طرح طرح سے متنبہ فرمایا۔ اس کے نقصانات بتائے، مختلف طور سے سمجھایا۔ پھر بھی ہم نہ سمجھیں تو اپنا ہی نقصان ہے۔

چند روایات پڑھیے۔

(روایت 1) عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ من سمع النداء فلم يمنعه من اتباعه عذر قالوا وما العذر قال خوف او مرض لم تقبل منه الصلوة التي صلى! (رواه ابو داود)

ترجمہ

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ، ”جو شخص اذان کی آواز سنے اور بلا کسی عذر کے نماز کو نہ جائے (یعنی وہیں پڑھ لے) تو وہ نماز قبول نہیں ہوتی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کیا ہم اس پر اعتراض کر سکتے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ مرض ہو، کوئی خوف ہو۔“

فائدہ

قبول نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس نماز پر جو ثواب اور انعام حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ہوگا وہ گناہ ہوگا۔ گو فرض ذمہ سے اتر جائے گا اور یہی مراد ہے ان حدیثوں سے جن میں آیا ہے کہ اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ ایسا ہونا بھی کچھ ہونا ہوا جس پر انعام و اکرام نہ ہوا۔ یہ ہمارے امام کے نزدیک ہے۔ ورنہ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کے نزدیک ان احادیث کی بناء پر بلا عذر جماعت کا چھوڑنا حرام ہے اور جماعت سے پڑھنا فرض ہے۔ حتیٰ کہ بہت سے علماء کے نزدیک نماز ہوتی ہی نہیں۔ حنفیہ کے نزدیک اگرچہ نماز ہو جاتی ہے مگر نماز کے چھوڑنے کا مجرم تو ہوتی جائے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں یہ بھی نقل کیا گیا، ”اُس شخص نے اللہ کی نافرمانی کی اور رسول کی نافرمانی کی۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ، ”جو شخص اذان کی آواز سنے اور جماعت سے نماز نہ پڑھے نہ اُس نے بھلائی کا ارادہ کیا نہ اُس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا۔“ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، ”جو شخص اذان کی آواز

سنے اور جماعت میں حاضر نہ ہو اُس کے کان پچھلے ہوئے سیسے سے بھر دیئے جائیں یہ بہتر ہے۔“

(روایت 2) عن معاذ بن انس عن رسول اللہ ﷺ انه قال الجفاء كل الجفاء والكفر والنفاق من

سمع منادى الله بنادى الى الصلوة فلا يجيبه (رواہ احمد)

ترجمہ

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ، ”سراسر ظلم ہے اور کفر ہے اور نفاق ہے اُس شخص کا فعل جو اللہ کے مُنادی (یعنی مُؤذِن) کی آواز سنے اور نماز کو نہ جائے۔“

فائدہ

کتنی سخت وعید اور ڈانٹ ہے۔ اس حدیث پاک میں کہ اس کی حرکت کو کافروں کا فعل اور منافقوں کی حرکت بتایا ہے کہ گویا مسلمان سے یہ بات ہو ہی نہیں سکتی (کہ مسلمان کا فعل انجام دے ہی نہیں سکتا)۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ، ”آدمی کی بدبختی اور بد نصیبی کے لئے یہ کافی ہے کہ مؤذِن کی آواز سنے اور نماز کو نہ جائے۔“ سلیمان بن ابی حمہ رحمہ اللہ جلیل القدر لوگوں میں تھے۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ مگر حضور ﷺ سے روایت سننے کی نوبت کم عمری کی وجہ سے نہیں آئی۔ حضرت عمر رحمہ اللہ نے ان کو بازار کا گھرانا بنا رکھا تھا۔ ایک دن اتفاق سے صبح کی نماز میں موجود نہ تھے۔ حضرت عمر رحمہ اللہ اُس طرف تشریف لے گئے تو اُن کی والدہ سے پوچھا کہ، ”سلیمان رحمہ اللہ آج صبح کی نماز میں نہیں تھے۔“ والدہ نے کہا کہ، ”رات بھر نفلوں میں مشغول رہا، نیند کے غلبہ سے آنکھ لگ گئی۔“ آپ ﷺ نے فرمایا، ”میں صبح کی جماعت میں شریک ہوں یہ مجھے اس سے پسندیدہ ہے کہ رات بھر نفل پڑھوں۔“

(روایت 3) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لقد هممت ان امر فتینی فی جمعوا لی حزما من

حطب ثم اتی قوما یصلون فی بیوتہم لیست بہم غلۃ فاحرقہا علیہم (رواہ مسلم)

ترجمہ

حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ، ”میرا دل چاہتا ہے کہ چند جوانوں سے کہوں کہ بہت ایندھن اکٹھا کر کے لائیں پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بیلا غدر گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور چاکران کے گھروں کو

جلادوں۔

فائدہ

نبی اکرم ﷺ کو باوجود انکی شفقت اور رحمت کے، جو امت کے حال پر تھی اور کسی شخص کی ادنیٰ سی تکلیف بھی گوارا نہ تھی۔ اُن لوگوں پر جو کہ گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں، اس قدر غصہ ہے کہ ان کے گھروں میں آگ لگا دینے کو بھی آمادہ ہیں۔

(روایت 4) عن ابی الدرداء قال سمعت رسول اللہ ﷺ يقول مامن ثلاثة فی قرية ولا بدو لا تقام فیهم الصلوة الا استحوذ علیهم الشیطان فعلیکم بالجماعة فانما یاکل الذنب من الغنم القاصية .
(رواہ احمد)

ترجمہ

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ، ”جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں جماعت نماز نہ ہوتی ہو تو اُن پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ اس لئے جماعت کو ضروری سمجھنا کہ کسی بکری کو کھا جاتا ہے اور آدمیوں کا بھیڑ یا شیطان ہے۔“

فائدہ

اس سے معلوم ہوا کہ لوگ کھیتی باڑی میں مشغول رہتے ہیں۔ اگر تین آدمی ہوں تو اُن کو جماعت سے نماز پڑھنا چاہیے بلکہ دو کو بھی جماعت سے پڑھنا اُوٹی ہے۔ کسان عام طور سے اوّل تو نماز پڑھتے ہی نہیں کہ ان کے لئے کھیتی کی مشغولی اپنے نزدیک کافی عذر ہے۔ اور جو بہت دیندار سمجھے جاتے ہیں، وہ بھی اکیلے ہی پڑھ لیتے ہیں۔ حالانکہ اگر چند کھیت والے بھی ایک جگہ جمع ہو کر پڑھیں تو کتنی بڑی جماعت ہو جائے اور کتنا بڑا ثواب حاصل کریں۔ چار پیسے کے واسطے سردی گرمی دھوپ بارش سب سے بے نیاز ہو کر دن بھر مشغول رہتے ہیں۔ لیکن اتنا بڑا ثواب ضائع کرتے ہیں اور اس کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ لوگ اگر جنگل میں جماعت سے نماز پڑھیں تو اور بھی زیادہ ثواب کا سبب ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ پچاس (۵۰) نمازوں کا ثواب ہو جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ، ”جب کوئی بکریاں چرانے والا کسی پہاڑ کی جڑ میں (یا جنگل میں) اذان کہتا اور نماز پڑھنے لگتا ہے تو حق تعالیٰ اس سے بے حد

خوش ہوتا ہے اور تعجب و تفاخر سے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ دیکھو میرا بندہ آذان کہہ کر نماز پڑھنے لگا یہ سب میرے ڈر کی وجہ سے کر رہا ہے میں نے اُس کی مغفرت کر دی اور جنت کا داغ ملے کر دیا۔“ (مشکوٰۃ)

(روایت 5) عن ابن عباس انه سئل عن رجل يصوم النهار ويقوم الليل ولا يشهد الجماعة ولا الجمعة فقال هذا في النار (رواه الترمذی)

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نفلیں پڑھتا ہے، مگر جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا (اس کے متعلق کیا حکم ہے؟)۔ آپ نے فرمایا کہ، ”یہ شخص جہنمی ہے۔“

فائدہ

گو ایک خاص زمانہ تک سزا بھگتنے کے بعد جہنم سے نکل آئے کہ بہر حال مسلمان ہے۔ مگر نہ معلوم کتنے عرصہ تک پڑا رہنا پڑے گا۔ جاہل صوفیوں میں وظیفوں اور نفلوں کا تو زور ہوتا ہے، مگر جماعت کی پرواہ نہیں ہوتی، اس کو وہ بزرگی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ کمال بزرگی اللہ کے محبوب کی اتباع ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ، ”تین شخصوں پر حق تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے۔“

(۱)۔۔۔ اس شخص پر جس سے نمازی (کسی معقول وجہ سے) ناراض ہوں اور وہ اہمیت کرے

(۲)۔۔۔ اس عورت پر جس کا خاوند اس سے ناراض ہو

(۳)۔۔۔ اس شخص پر جو اذان کی آواز سنے اور جماعت میں شریک نہ ہو۔

(روایت 6) اخرج ابن مردويه عن كعب الجبر قال والذي انزل التوراة على موسى والانجيل على عيسى والزبور على داود والفرقان على محمد انزلت هذه الايات في الصلوات المكتوبات حيث ينادى بهن يوم يكشف عن ساق الى قوله وهم سالمون الصلوات الخمس اذا نودي بها واخرج البيهقي في الشعب عن سعيد بن جبیر قال الصلوات في الجماعات واخرج البيهقي عن ابن عباس قال الرجل يسمع الاذان فلا يجيب الصلوة كذا في الدر المنثور قلت وتامم الاية يوم يكشف عن ساق ويدعون الى السجود فلا يستطيعون خاشعة ابصارهم ترهقهم ذلة وقد كانوا يدعون الى السجود وهم سالمون ○

ترجمہ

حضرت کعب احبار ؓ فرماتے ہیں، ”کہ قسم ہے اس پاک ذات کی، جس نے تورات حضرت موسیٰ پر اور انجیل

حضرت عیسیٰ پر اور زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل فرمائی اور قرآن شریف سیدنا محمد ﷺ پر نازل فرمایا کہ یہ آیتیں فرض نمازوں کو جماعت سے ایسی جگہ پڑھنے کے بارے میں جہاں اذان ہوتی ہو نازل ہوئی ہیں۔

(ترجمہ آیات) جس دن حق تعالیٰ ساق کی تجلی فرمائے گا (جو ایک خاص قسم کی تجلی ہوگی) اور لوگ اس دن سجدہ کے لئے بٹائے جائیں گے، تو یہ لوگ سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ ان کی آنکھیں شرم کے مارے جھکی ہوئی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔ اس لئے کہ یہ لوگ دنیا میں سجدہ کی طرف بٹائے جاتے تھے۔ اور صحیح سالم تندرست تھے۔ (بہر بھی سجدہ نہیں کرتے تھے)

فائدہ

ساق کی تجلی ایک خاص قسم کی تجلی ہے جو میدانِ حشر میں ہوگی۔ اس تجلی کو دیکھ کر سارے مسلمان سجدہ میں گر جائیں گے۔ مگر بعض لوگ ایسے ہوں گے جن کی کمر تختہ ہو جائے گی اور سجدہ پر قدرت نہ ہوگی۔ یہ کون لوگ ہیں؟ اس بارے میں تفسیریں مختلف وارد ہوئی ہیں۔ ایک تفسیر یہ ہے جو کعب احبار ؓ سے منقول ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں جماعت کی نماز کے واسطے بلائے جاتے تھے اور جماعت کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ دوسری تفسیر بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدری ؓ سے منقول ہے کہ، ”میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ یہ لوگ وہ ہوں گے جو دنیا میں ریا اور دکھاوے کے واسطے نماز پڑھتے تھے۔ تیسری تفسیر یہ ہے کہ یہ کافر لوگ ہیں جو دنیا میں سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے تھے۔ چوتھی تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد منافق ہیں۔

بہر حال اس تفسیر کے موافق جس کو حضرت کعب احبار ؓ قسم کھا کر ارشاد فرما رہے ہیں اور حضرت ابن عباس ؓ جیسے جلیل القدر صحابی (امام تفسیر) سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ کتنا سخت معاملہ ہے کہ میدانِ حشر میں ذلت و خواری ہو اور تمام اہل اسلام سجدہ میں ہوں اور اس سے سجدہ نہ ہو سکے!

ان کے علاوہ اور بہت سی وعیدیں بر ترک جماعت وارد ہیں۔ خوفِ خدا رکھنے والے مسلمان کو تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ارشاد ہی کافی ہے۔ اُسے وعید سے کیا غرض کیوں کہ وہ صرف اپنے آقا کے حکم کا پابند ہے

اور جسے اللہ و رسول ﷺ کی وعیدیں اُسے ہزاروں وعیدیں سناؤ کچھ اثر نہ ہوگا۔ لیکن جب سزا کا وقت آئے گا اُس وقت پشیمانی ہوگی۔

دلائل الجواز

نماز باجماعت کی اہمیت کے پیش نظر جماعتِ ثانیہ کا جواز قوی دلائل سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ چند دلائل حاضر ہیں۔

(دلیل 1) عن ابی سعید الخدری ان النبی ﷺ ابصر رجلا یصلی وحده فقال الا رجل یتصدق علیٰ هذا فیصلی معه۔ (رواہ الحاکم فی مستدرکہ وقال حدیث صحیح علی شرط مسلم)

ترجمہ

حضور سرورِ عالم ﷺ نے ایک شخص کو تنہا نماز پڑھتے دیکھ کر فرمایا کہ: ”تم میں کوئی ایسا نہیں جو اس شخص کو صدقہ دے یعنی اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے۔“

(دلیل 2) عنه قال جاء رجل وقد صلی رسول اللہ ﷺ فقال الا رجل یتصدق علیٰ هذا فیصلی معه (رواہ الترمذی و ابوداؤد)

ترجمہ

حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ جماعت ہو چکی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”تم میں کوئی ہے جو اس کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھے کہ اسے صدقہ دے۔“

فائدہ

امام مجتہد و گیارہویں صدی یعنی حضرت علامہ علی قاری رحمہ اللہ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے تحت لکھا

←

و یتفضل علیہ و یحسن الیہ فیصلیٰ معه لیحصل لہ ثواب الجماعة فیکون کانہ اعطاء صدقة قال المظہر سماہ صدقة لانہ یتصدق علیہ بثواب لست وعشرین درجة اذ لو صلی مفرد لم یحصل لہ

الا ثواب صلوة واحدة.

ترجمہ

اس پر فضل و احسان فرمائے کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے تاکہ اُسے بھی جماعت کا ثواب حاصل ہو۔ اس اعتبار سے گویا اس نے اُسے صدقہ دیا۔ راقم کہتا ہے کہ اُس کا نام صدقہ اس لئے کہ اس نے اُسے **سائیکس** (۲۷) درجے زائد عطا کئے کیوں کہ اگر وہ اکیلا ادا کرتا تو اُسے تنہا کا ثواب ملتا۔

فائدہ

یعنی **یتصدق بمعنی یفضل** اس لئے ہے کہ نمازی جب دوبارہ نماز پڑھے گا تو جو جماعتِ اولیٰ سے محروم ہو گیا اُسے جماعتِ ثانیہ مل جائیگی اور نمازِ باجماعت والی فضیلت حاصل کر لے گا اور یہ فضیلت کے حصول کا سبب بنا۔ جس نے اُس کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھی اسی لئے **یتصدق** سے تعبیر فرمایا۔

مسئلہ

فقہاء کرام نے اسی حدیثِ مبارک سے استدلال فرمایا ہے کہ نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی اقتداء کر سکتا ہے۔

استدلال محققانہ

اقتداء المتفضل بمفترض کے کلیہ کے لئے فقہاء کرام نے اسی حدیثِ شریف کو مآخذ بنایا۔ اگر کوئی انکار ہوتا تو فقہاء کرام اس سے استدلال نہ کرتے۔ اس سے یقیناً ثابت ہوا کہ جماعتِ ثانیہ **باتفاق الفقہاء** (فقہاء کے اتفاق) جائز ہے۔ ورنہ وہ اس حدیثِ شریف سے اپنا کلیہ تیار نہ کرتے۔ کیوں کہ مبہم اور عدم جواز کے افعال سے قواعد کی بنیاد نہیں رکھی جاتی۔

سوال

یتفضل بمعنی یتصدق ہے اور اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ نفل والے کی فرض والے کے پیچھے نماز جائز ہے حالانکہ جھگڑا تو اس میں ہے کہ فرض والے کی فرض والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ تمہاری پیش کردہ روایات سے تو تمہارا دعویٰ ثابت نہ ہوا۔

جوابات

اس سوال کے کئی جوابات ہیں۔

جواب نمبر ۱

مخالف اتمان لے کہ فرض والے کی دوسری جماعت جائز ہے۔ خواہ اُس کے مقتدی نفل والے ہوں تو بھی عوام پریشانی سے بچ جائیں۔

جواب نمبر ۲

یتصدق بمعنی تطوع ضروری نہیں جیسا کہ مخالف نے کہا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تصدق عام ہے صرف تطوع سے خاص کرنا جہالت ہے۔ یعنی تصدق کا اطلاق فرائض و نوافل ہر ایک کے لئے ہوتا ہے بلکہ صدقات واجبہ یعنی فرائض کے لئے زیادہ استعمال ہوتا ہے اس کی مثالیں قرآن مجید، احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔

آیت

انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملین الی ان قال ”فریضة من اللہ“ میں صدقات بمعنی زکوٰۃ ہے اور یہ فرض ہے جیسا کہ آیت میں **فریضة من اللہ** سے واضح ہے اور تصدق کا مادہ صدقہ تو ہے۔

حدیث

”لک صدقة ولنا هدية“ یعنی ”تیرے لئے صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ و تحفہ ہے“ میں صدقہ سے صدقہ واجبہ یعنی فرض مراد ہے۔ کیوں کہ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی آل یعنی سادات وغیرہ کے لئے صدقہ واجبہ حرام ہے نہ کہ صدقہ نافلہ۔ ان دو دلیلوں سے ثابت ہوا کہ یتصدق بمعنی جیسے امام کی فرضی نماز مراد ہے۔ ایسے ہی مقتدی کی بھی فرضی مراد ہو جو ہمارا مائدہ عا ہے۔ ہاں جو اُسے مقتدی کی نفلی نماز سے مخصوص کرتا ہے وہ بلا دلیل کہتا ہے اور شریعت میں بلا دلیل دعویٰ کرنا۔ احداث فی الدین یعنی بدعت کا ارتکاب ہے۔ اسی لئے تو فقیر ایسی غفلت کہتا ہے کہ یہی لوگ یعنی دیوبندی، وہابی، بدعتی فرقہ ہے کہ ہر اسلامی مسئلے میں اپنے نئے اصول بنا کر عوام کو بہکاتے ہوئے اپنے عیب پر پردہ ڈال کر سیانے چور کی طرح شور مچا کر اہل سنت کو بدعتی جیسی مذموم صفت سے موصوف کرتے ہیں۔

استدلال بطریق دیگر

”فیصلی معہ“ حضور نبی اکرم ﷺ کا حکم عام ہے۔ یعنی جو شخص نماز باجماعت سے رہ گیا تھا اس کی نماز جماعت کے ساتھ مکمل کرنے کے لئے فیصلی مطلق لفظ ہے جو نوافل و فرائض کو عموماً شامل ہے۔ کیوں کہ **المطلق** **یجری علی اطلاقہ** مطلق کا اجراء علی الاطلاق ہوتا ہے اور اجراء علی الاطلاق کا تقاضا ہے کہ ہر قسم کی جماعتِ ثانیہ جائز ہے یعنی اقتداءً بالفضل بالمفترض ہو یا بالعکس۔

قاعدہ دیگر ﴿

چون کہ فیصلی معہ مطلق بلا تنقید ہے اور قاعدہ اصولیہ مشہور ہے **”المطلق اذا اطلق يراد به الفرد الكامل“** مطلق جب بلا تنقید واقع اس سے فردِ کامل مراد لیا جاتا ہے اور نماز کا فردِ کامل فرض ہے اور جماعت میں فرض نماز فردِ کامل ہے نہ بالعکس (قام فہم)

قاعدہ اصولیہ ﴿

مذکورہ قواعد کے علاوہ ایک قاعدہ اور بھی ہے جیسے کتب اصول میں لکھا ہے۔ **”ان العبرة العموم اللفظ لا لخصوص السبب“** اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ کہ خصوصی کا۔ ہمارے ان قواعد سے معلوم ہوا کہ فیصلی کے عموم و اطلاق کے لحاظ سے مقتدی کی اقتداء فرائض کی ہو یا نوافل کی ہر طرح سے جائز ہے۔

ازالہ وہم ﴿

ہماری تقریر مذکور سے اس وہمی کا وہم دفع ہو گیا جو کہتا ہے کہ جس وقت حضور ﷺ کے حکم سے جس شخص نے نماز پڑھی تھی، تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اُٹھے تھے اور وہ تو حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ چکے تھے اور یہی ہم کہتے ہیں نفلی نماز والا فرض والے کے پیچھے اقتداء کر سکتا ہے لیکن فرض والے کو قرض والے کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے۔ اس وہمی کا یہاں صرف نفلی نماز مراد لینا قواعد و اصول اسلام کے خلاف کہنا ہے۔

وہم مذکور کی تردید کی توثیق وتائید ﴿

مخالفین یہ مانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس نمازِ ثانی کی حکم فرمایا تھا وہ عصر کی نماز تھی۔ کما قال العلامة ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تائید حدیث ذیل سے کی ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ نہی عن الصلوۃ بعد الفجر حتی تطلع الشمس وبعد العصر حتی تغرب الشمس۔ (رواہ البخاری)

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا فجر کی نماز طلوع شمس کے وقت اور عصر کی نماز غروب شمس کے وقت ادا کی جائے۔

فائدہ

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ عصر کی نماز کے بعد نوافل پڑھنا ناجائز ہے۔

مضبوط دلائل

چوں کہ رسول اکرم ﷺ کی زندگی اقدس کا مطالعہ جتنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نصیب ہوا، ایسے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ ہم مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے جماعتِ ثانیہ بارہا ادا کی اور وہ جماعتیں مقتدی و امام دونوں فرائض ادا کرنے والے تھے۔

(دلیل 1) جاء انس رضی اللہ عنہ قد صلی فیہ فاذن واقام وصلى جماعة (رواہ البخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے اور جماعت ہو گئی تو آپ نے اذان و اقامت کے بعد نماز باجماعت ادا فرمائی۔

فائدہ

اس کی شرح میں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ فجاء انس فی نحو عشرين من فتيانه۔

غور کیجئے

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت ہے کہ وہ دوبارہ جماعتِ ثانیہ جماعتِ اولیٰ کی طرح ادا کرتے تھے جیسا کہ دوسری جماعت کے لئے اذان و اقامت سے ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ مخالفین مانتے ہیں کہ نوافل کے لئے اذان و اقامت نہیں ہوتی۔

(دلیل 2) روى عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ انه صلی بعلقمة والا سود فی مسجد قد صلی وهو

قول عطاء والحسن فی رواية والیہ ذهب احمد واسحاق واشهب عملاً بظاهر قوله ﷺ صلوۃ الجماعة تفضل علی صلوۃ الفذ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ واسود کے ساتھ اس مسجد میں نماز جماعت سے پڑھائی جہاں پہلے جماعت ہو چکی تھی۔ یہی عطاء وحسن کا قول ہے اور امام احمد واسحاق و اہلب کا یہی مذہب ہے۔ انہوں نے حدیث شریف کے ظاہر پر عمل فرمایا ہے۔

(دلیل 3) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قد جاء رجل وقد صلى رسول الله ﷺ فقال ايكم يتبجر على هذا فقام رجل وصلى معه وفي الباب عن ابى امامة و ابى موسى والحكم بن عمير وقال ابو عيسى حديث ابى سعيد حديث حسن .

ایک مرد حاضر ہو اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا چکے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”تم میں کوئی ہے جو اسے ثواب دلاوے۔ ایک شخص اٹھا جو نماز پہلے بھی پڑھ چکا تھا اُس نے اُس کے ساتھ نماز پڑھی۔“

فائدہ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

وهو قول غير واحد من اهل العلم من اصحاب النبي ﷺ وغير واحد من التابعين .

یہ صحابہ کرام کے علاوہ اہل علم حضرات اور محدثین کا مذہب ہے۔

آخری گزارش

متلاشی حق کے لئے اتنا کافی ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ ہمارے دلائل اس نمازی کے لئے ہیں جس سے بہرہ مجبوری جماعت اوٹی رہ گئی اور جو عہد اُسستی کا شکار ہو کر دوسری جماعت کے جواز کا سہارا لے وہ نمازی شیطان و نفس کا شکار ہے، اسے ایسے سہارے کام نہ دیں گے۔

وما علينا الا البلاغ وصلى الله تعالى على حبيبہ الكريم الامين وعلى آله واصحابہ اجمعين .

الفقير القادري ابوالصالح محمد فيض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور، پاکستان

۲ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ